2 حقیقی شعبہ

2.1 عمومی جائزہ

معیشت کے اہم شعبوں کے بارے میں ابتدائی معلومات ظاہر کرتی ہیں کہ مالی سال 18ء میں خام ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کی نمو گذشتہ برس کی سطح سے بڑھ جائے گی۔ تاہم اس برس کے لیے متعین کردہ 6 فیصد نمو کا ہدف حاصل ہونے کے امکانات پورے ہوتے نظر نہیں آرہے۔ اس جائزے کی وجہ مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی میں ہونے والے ناسازگار حالات ہیں جن کے باعث پہلی سہ ماہی کے دوران حاصل ہونے والی رفتار کچھ کم ہوگئی۔ زرعی شعبے میں، ہدف سے کم گندم کی پیداوار خریف کی فصلوں کی کارکردگی کو گہنا سکتی ہے، جبکہ کپاس کے حالیہ موصول ہونے والے اعدادوشمار بھی کمی کی جانب اشارہ کررہے ہیں۔[1] اسی دوران، بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی میں کم ہوکر 1.6 فیصد ہوگئی جبکہ اس سے پہلی سہ ماہی میں 9.9 فیصد کی مضبوط نمو نظر آئی تھی۔

ریکارڈ فصل کے باوجود گنّے کی کچل کاری میں تاخیر سے اس شعبے میں ہونے والی وسیع البنیاد نمو ماند پڑگئی ہے۔ یہ بات اس حقیقت سے بھی واضح ہوتی ہے کہ مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی، علاوہ شکر، کی 4.5 فیصد نمو مالی سال 17ء کی دوسری سہ ماہی کی 3.6 فیصد نمو سے زیادہ تھی۔ پائیدار صارفی اشیا اور تعمیرات سے منسلک صنعتیں ملک میں بلند خردہ اخراجات اور انفرااسٹرکچر کی سرگرمیوں سے استفادہ کرتی رہیں۔ لہٰذا، مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی مجموعی نمو بڑھ کر 5.5 فیصد ہوگئی جبکہ مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی کے دوران 4 فیصد نمو ہوئی تھی۔

شکل 2.1: گندم کی فصل کا زیرِ کاشت رقبہ

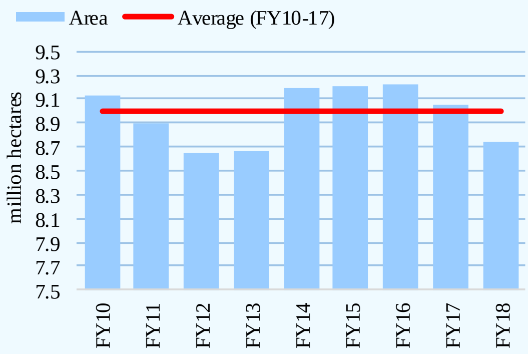

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

اسی دوران، خدمات کے شعبے میں نمایاں اظہاریوں میں حوصلہ افزا رجحانات، بالخصوص تھوک اور خردہ تجارت اور نقل و حمل اور مواصلات، کی بنیاد پر توقع ہے کہ گذشتہ برس کی نمو کی رفتار برقرار رہے گی۔

[1] مالی سال 18ء کے دوران کپاس کی پیداوار 12 ملین گانٹھوں سے پست رہ سکتی ہے جو کہ ان کے نظرثانی شدہ تخمینے 12.6 ملین گانٹھوں سے کم ہے۔ تاہم، یہ گذشتہ برس کی 10.7 ملین گانٹھوں کی سطح سے بآسانی طور پر بڑھ جائے گی۔

2.2 زراعت

خریف کی اہم فصلیں، جیسے گنا اور چاول نے مالی سال 18ء کے اپنے ہدف کو عبور کر لیا ہے، جبکہ کپاس کی فصل گذشتہ برس کی پیداواری سطح سے بڑھ گئی ہے۔ بلند یافت، پیداوار کی نفع بخش قیمتیں، اور حکومت کی معاون پالیسیاں خریف کی فصلوں میں بھرپور پیداوار کی بڑی وجہ ہیں۔ تاہم، فصلوں کے شعبے میں مجموعی کارکردگی کا انحصار ربیع کی فصلوں، بالخصوص گندم کی پیداوار پر ہو گا۔

زراعت کے شعبے میں گلہ بانی کے غالب حصے (57 فیصد) کے باعث اس کی کارکردگی سے ہی اس شعبے کی مجموعی نمو متعین ہو گی۔ اس ضمن میں، یہ شعبہ فیڈنگ، جانوروں کے انتظام، اور جینیات پر صوبائی حکومت کی توجہ میں اضافے سے استفادہ کرے گا۔ مزید برآں، گذشتہ دو برسوں میں فصل کے شعبے کی مضبوط کارکردگی سے گلہ بانی کو مہمیز ملی ہے، جو مالی سال 18ء میں بھی جاری رہنے کی توقع ہے۔

گندم

حکومت نے مالی سال 18ء کے لیے 8.9 ملین ہیکٹر رقبے پر 26.5 ملین ٹن کا ہدف طے کیا ہے۔ اس ہدف کا حصول بڑی حد تک یافت میں اضافے پر منحصر ہو گا کیونکہ اس فصل کے تحت ہدف کردہ رقبہ گذشتہ برس کی 9.1 ملین ہیکٹر کی سطح سے 2.2 فیصد کم تھا۔

ابتدائی تخمینے ظاہر کرتے ہیں کہ کاشت کاری کا رقبہ 3.5 فیصد سال بسال کم ہو کر 8.7 ملین ہیکٹر ہو گیا (**شکل 2.1**)۔ رقبے میں کمی کی ایک وجہ بارانی کے ساتھ ساتھ نہری علاقوں میں بھی پانی کی کمی ہے۔ اکتوبر 2017ء کے مہینے کے دوران خشک سالی کے طویل دورانیے میں بارانی علاقے، جن میں سے 14 فیصد پر گندم بوئی جاتی ہے اور جو مجموعی پیداوار کا 6 فیصد ہیں، دباؤ میں آ گئے۔ تاہم، گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں ان علاقوں کے کاشت کاروں کو اگلے دو ماہ میں بارش کی بلند سطح کی وجہ سے کچھ مہلت ملی (**شکل 2.2**)۔ علاوہ ازیں، نہری علاقوں میں مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی میں پانی کی ترسیل گذشتہ پانچ برسوں میں درج کی گئی اوسط ترسیل سے 16.5 فیصد پست رہی (**شکل 2.3**)۔[2]

شکل 2.2: بارشوں کا مجموعی حجم

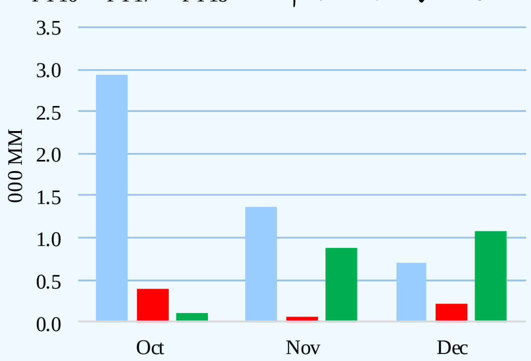

Data source: Indus River System Authority (IRSA)

[2] اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 17ء کا باب 7 ملاحظہ کیجیے، جس میں پاکستان میں پانی کی پائیدار دستیابی کی بابت مسائل کا تفصیلی جائزہ موجود ہے۔

بہت سے علاقوں میں گنے کی فصل کی کٹائی میں تاخیر بھی گندم کے رقبے میں کمی کی ایک اور وجہ بن کر سامنے آئی تھی۔ شکر کے کارخانوں کے مالکان اور گنے کے کاشت کاروں کے درمیان خریداری کی قیمتوں کے بارے میں جاری تنازع کا اثر مالی سال 18ء کے ربیع کے موسم میں بھی جاری رہا جس کی وجہ سے گندم کی بوائی کے لیے زمین نسبتاً کم ہوگئی۔

شکل 2.3: نہری پانی (اکتوبر تا دسمبر)

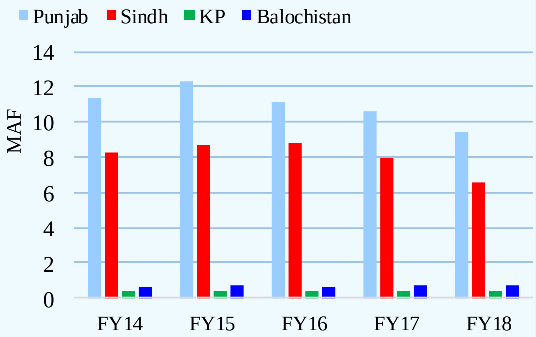

Data source: SUPARCO

دوسری جانب، ہوسکتا ہے کہ رقبے میں کمی کے ازالے کے لیے پیداوار میں درکار اضافہ بھی حاصل نہ ہوسکے۔ مالی سال 18ء کے لیے گندم کے پیداواری ہدف تک پہنچنے کے لیے اب پیداوار میں 6.4 فیصد کا سال بسال اضافہ درکار ہوگا۔ یہ غیر حقیقی نظر آتا ہے کیونکہ گزشتہ 5 برسوں میں پیداوار میں یافت کی زیادہ سے زیادہ شرح صرف 2 فیصد تھی۔

بہر حال، بلند ملکی امدادی قیمتوں کے نتیجے میں توقع ہے کہ ملک گندم کی ایک اور فاضل فصل پیدا کرے گا۔ ایک جانب تو اس پالیسی سے گندم کی نفع آوری برقرار رہی ہے جس کے باعث کھادوں، بیجوں، اور کیڑے مار ادویات پر سرمایہ کاری کرنے کے لیے کاشت کاروں کی حوصلہ افزائی ہوئی؛ دوسری جانب گزشتہ چار برسوں میں لگاتار بھاری فصلوں کے نتیجے میں گندم کا وافر ذخیرہ اکٹھا ہوگیا ہے۔

مزید یہ کہ، قیمتوں میں بلند فرق کے باعث برآمدات پر دی گئی رعایت اس ذخیرے میں کمی میں مددگار نہیں ہوئی ہے (ملکی گندم کی لاگت فی ٹن 300 امریکی ڈالر ہے جبکہ بین الاقوامی متبادل 180 امریکی ڈالر میں دستیاب ہے)۔ عالمی سطح پر ایک اور بھاری فصل متوقع ہے جس سے اس جنس کی عالمی قیمتوں میں کمی پر دباؤ برقرار رہے گا۔

خریداری کی بلند لاگت، اور رعایتی اسکیم کے تحت ذخائر میں کمی نہ ہونے کے تناظر میں ملک کے لیے ضروری ہے کہ امدادی قیمت کی پالیسی کی اصلاح کی جائے لیکن ساتھ ہی کاشت کار کے مفاد کو بھی مدنظر رکھا جائے (**باب 3**)۔ اس سے متبادل فصل کی حوصلہ افزائی اور مالیاتی لاگت میں کمی ہوگی اور ملکی اجناس عالمی منڈی میں زیادہ بہتر طور پر مقابلہ کرسکیں گی۔

خام مال کی دستیابی

ربیع کے موسم میں ملک کو پانی کی شدید قلت کا سامنا رہا۔ مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی میں پانی کی دستیابی مالی سال 17ء کی دوسری سہ ماہی کے مقابلے میں 12.7 فیصد اور گذشتہ پانچ برسوں کے دوران دیکھی گئی اوسط کے مقابلے میں 16.5 فیصد کم رہی۔[3] ملک کے شمالی علاقوں میں کم برف باری کے ساتھ ساتھ دریائے سندھ کے طاس میں اوسط سے کم بارشیں اس کی اہم وجہ ہیں۔

موجودہ منظر نامہ پانی کی ایک جامع قومی پالیسی کی ضرورت پر زور دیتا ہے، ایسی پالیسی جو اضافی ذخائر تیار کرنے، پانی کی بچت کی ٹیکنالوجی وضع کرنے، پانی کی قیمتوں کے طریقہ کار میں تبدیلی اور ادارہ جاتی گنجائش بڑھانے پر زور دیتی ہو۔[4] اس کے علاوہ، مستقبل میں اس قلت سے نمٹنے کے لیے طلب کے انتظام پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔[5]

کھادوں کے استعمال کے لحاظ سے، گو کہ یوریا اور ڈی اے پی کی کھپت مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی میں بالترتیب 16.2 فیصد اور 19.7 فیصد سال بسال کم ہوگئی، اس کی بڑی وجہ مضبوط اساسی اثر تھا۔ منقولی شواہد کی بنیاد پر، حکومت کی جانب سے اعلان کردہ ترغیبات کے بعد ملک بھر کے ڈیلرز نے گذشتہ برس بہت زیادہ خریداریاں کی تھیں۔ ان ترغیبات میں شامل تھیں: (i) یوریا کے تھیلے پر 156 روپے کی رعایت؛ (ii) سیلز ٹیکس کا 17 فیصد سے کم کرکے 5 فیصد کیا جانا؛ (iii) کھاد سازوں کی جانب سے قیمت میں رضاکارانہ کمی۔ مالی سال 17ء کی دوسری ششماہی میں ان اقدامات سے کھاد کے استعمال میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں کھادوں کا استعمال ماضی کے رجحان (یعنی مالی سال 14ء تا مالی سال 16ء کے دوران کی اوسط) سے ہم آہنگ ہے۔

مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں زرعی قرضوں کی تقسیم میں 43.2 فیصد کی سال بسال نمو ظاہر ہوئی جبکہ مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی میں 22 فیصد اضافہ دیکھا گیا تھا۔ یہ اضافہ رسد کی جانب ظاہر ہوا ہے: کمرشل بینکوں کے ساتھ ساتھ خرد مالکاری بینکوں / اداروں کی قرضوں کے ہدف کے نظام میں شمولیت کے بعد سے قرضوں کی تقسیم میں اضافہ جاری ہے، ان اداروں کی شمولیت کا مقصد یہ ہے کہ چھوٹے پیمانے کے کسانوں کی ضروریات کو پورا کیا جائے۔

[3] انڈس ریور سسٹم اتھارٹی (ارسا) کے مطابق یہ اعداد تمام صوبوں میں نہری پانی کی دستیابی کے بارے میں ہیں۔

[4] پانی کی قومی پالیسی کا پہلا ڈرافٹ 2003ء میں تیار کیا گیا تھا اور اب تک سینیٹ سے منظوری کا منتظر ہے۔

[5] اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 17ء کا باب 7 پانی کی پائیدار دستیابی سے متعلق مسائل کا تفصیلی تجزیہ پیش کرتا ہے، جس میں اس حوالے سے درکار پالیسی اقدامات کی نشاندہی کی گئی ہے۔

2.3 بڑے پیمانے کی اشیاسازی

بڑے پیمانے کی اشیاسازی کو نومبر تا دسمبر 2017ء کے دوران مسلسل دوماہ تخفیف سے گزرنا پڑا، جس کی وجہ سے مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی میں حاصل کی گئی رفتار میں کمی آئی؛ نتیجتاً، مالی سال18ء کی دوسری سہ ماہی میں نمو گھٹ کر 1.6 فیصد ہوگئی جبکہ پہلی سہ ماہی کے دوران 9.9 فیصد کی نمو سے بھرپور آغاز ہوا تھا۔

اس کمی کی وجہ تین عوامل سے بخوبی بیان کی جاسکتی ہے: (i) کچل کاری میں تاخیر کی وجہ سے شکر کی پیداوار میں کمی؛ (ii) فرنس آئل پر مبنی پاور پلانٹس عارضی طور پر بند کرنے کا حکومتی فیصلہ، جس کی وجہ سے نومبر اور دسمبر میں ریفائننگ کی سرگرمیوں میں کمی آئی؛ اور (iii) چھوٹے پیمانے کے کھاد سازوں کو پائپ سے گیس کی پست فراہمی، جس کی وجہ سے پلانٹ بند ہوگئے۔

درج بالا صنعتوں کی پیداوار میں کمی کی وجہ سے دورانِ سہ ماہی تعمیرات سے منسلک اور صارفی پائیدار اشیا کے زمروں کی مستحکم کارکردگی کا اثر بھی زائل ہوگیا۔ انفراسٹرکچر کے منصوبوں (سی پیک اور پی ایس ڈی پی دونوں کے تحت) مستقل پیش رفت کے ساتھ ساتھ مضبوط صارفی اخراجات سے ان دونوں زمروں کی نمو کی رفتار برقرار رکھنے میں مدد ملی۔

جدول 2.1: بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں سال بسال نمو

فیصد

	وزن	شش1-م س17ء	شش1-م س18ء	سہ2-م س17ء	سہ2-م س18ء
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	70.3	**4.0**	**5.5**	6.0	1.6
ٹیکسٹائل	20.9	0.2	0.6	0.5	0.2
سوتی دھاگہ	13.0	0.4	0.1	0.5	0.1
سوتی کپڑا	7.2	0.2	0.0	0.3	0.1
پٹ سن کی اشیا	0.3	-38.6	62.7	-23.9	39.9
غذا	12.4	6.5	-0.3	12.7	-8.8
چینی	3.5	52.4	-37.3	52.4	-37.3
سگریٹ	2.1	-31.0	69.8	-17.7	52.3
نباتی گھی	1.1	1.7	-3.0	4.2	-14.9
خوردنی تیل	2.2	-1.3	4.6	-2.8	0.0
مشروبات	0.9	17.8	11.5	16.8	26.2
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	-1.3	8.1	0.8	2.8
فولاد	5.4	15.6	37.1	18.2	28.1
غیر دھاتی معدنیات	5.4	9.3	10.2	10.8	8.5
سیمنٹ	5.3	9.5	10.3	11.1	8.5
گاڑیاں	4.6	6.6	21.9	10.2	15.4
جیپیں اور کاریں	2.8	-2.7	27.0	-2.1	22.8
کھاد	4.4	3.5	-9.8	0.6	-14.0
دواسازی	3.6	8.1	3.6	9.2	5.5
کاغذ	2.3	12.0	8.8	13.9	8.1
الیکٹرونکس	2.0	15.5	50.5	16.1	8.2
کیمیکلز	1.7	-3.3	-0.4	-0.4	-6.4
کاسٹک سوڈا	0.4	-6.3	16.6	11.0	15.2
چمڑے کی مصنوعات	0.9	-20.8	-5.9	-24.3	-11.4
علاوہ شکر اور کھاد	*62.3*	*2.7*	*8.4*	*3.8*	*5.8*

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

مجموعی طور پر، مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی پیداوار میں 5.5 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی میں 4 فیصد کی نمو دکھائی دی تھی (**جدول 2.1**)۔

گاڑیوں کا شعبہ

ملکی پیداواری گنجائش کی رکاوٹوں کے باوجود، مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں گاڑیوں کی تیاری میں بلند اضافہ درج کیا گیا؛ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی تیاری 21.9 فیصد بڑھ گئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 6.6 فیصد اضافہ ہوا تھا (**جدول 2.2**)۔[6]

مسافر گاڑیوں کی طلب میں اضافے کی بڑی وجہ بڑھتی ہوئی آمدنی، سواری فراہم کرنے والی آن لائن خدمات کی مقبولیت میں اضافے، اور بینک سے سستے قرض تک آسان رسائی کو کہا جاسکتا ہے۔ اس منڈی میں سرگرمی کے باعث کار سازوں نے اپنی فروخت پر کوئی نمایاں ضرب کھائے بغیر اسمبلنگ کی بڑھتی ہوئی لاگت کا اثر صارفین تک منتقل کر دیا۔ مزید بر آں، بڑھتی ہوئی آبادی کو درکار سرکاری ذرائع نقل و حمل (پبلک ٹرانسپورٹ) کی مناسب تعداد میں دستیابی نہ ہونے کے باعث سواری فراہم کرنے کے آن لائن پلیٹ فارموں میں اضافہ ہورہا ہے۔ اس سے بالخصوص 800 تا 1000 سی سی مسافر گاڑیوں کے جُزنے استفادہ کیا ہے؛ اس زمرے میں تقریباً نصف نمو مسافر گاڑیوں کے جُز میں ہوئی۔ تاریخی پیداوار کے باوجود نئی اور استعمال شدہ گاڑیوں کی درآمدات کی طلب میں بھی نمایاں اضافہ ہوا۔

اسپورٹس یوٹیلیٹی وہیکلز (ایس یو ویز) کی پیداوار مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی کے 221 یونٹ سے بڑھ کر مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں 7034 یونٹ ہوگئی، گذشتہ برس کے اختتام پر ایک نئے ماڈل کو متعارف کروایا جانا اس کی بڑی وجہ تھا۔ مضبوط گاڑی اور سیٹوں کی

جدول 2.2: گاڑیوں کی پیداوار اور فروخت

	شش1-م س17ء		ششش1-م س18ء		نمو (فیصد)	
اکائیاں	پیداوار[1]	فروخت[2]	پیداوار	فروخت	پیداوار	فروخت
مسافر کاریں	90,443	86,106	114,821	110,238	27.0	28.0
ٹرک	3,806	3304	4,514	4,252	18.6	28.7
بسیں	669	577	409	310	-38.9	-46.3
ہلکی کمرشل گاڑیاں، وین اور جیپیں	12,548	11,427	14,907	13,909	18.8	21.7
کاشت کاری کے ٹریکٹرز	21,336	20,933	32,614	32,310	52.9	54.3
موٹر سائیکلیں اور رکشے	1,189,808	789,733	1,387,240	941,238	16.6	19.2

ڈیٹا کا ماخذ: [1]پی بی ایس؛ [2]پی اے ایم اے

[6] عمومی اوقاتِ کار سے زائد اوقات میں کام کر کے اور چھٹیوں کے دن بھی استعمال کرتے ہوئے اس شعبے نے دوسری سہ ماہی کے لیے 100 فیصد استعداد سے زائد کام کیا۔

اضافی گنجائش کے لیے صارفین کی ترجیح اس بجٹ ماڈل کی مقبولیت کی وجہ بنی۔[7] بجٹ ایس یو وی کی حالیہ کارکردگی یہ ظاہر کرتی ہے کہ ایسی گاڑیوں کی مارکیٹ میں کھپت موجود ہے۔

مسافر گاڑیوں کے علاوہ، ہلکی کمرشل گاڑیوں (ایل سی ویز) کی طلب بھی مضبوط رہی۔ ان گاڑیوں کی پیداوار مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی میں 41.4 فیصد کمی کے بعد مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں دوبارہ 18.8 فیصد بڑھ گئی۔ مزید برآں، ٹرکوں کی تیاری میں اضافہ برقرار رہا کیونکہ ان میں مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں 18.6 فیصد کا اضافہ درج کیا گیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 63.6 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ کمرشل گاڑیوں کی تیاری اور فروخت میں اضافہ ملک میں بڑھتی ہوئی نقل و حمل اور معاشی سرگرمیوں کو ظاہر کرتا ہے۔

جہاں تک ٹریکٹر کی بات ہے، پست سیلز ٹیکس کے ساتھ بھرپور نقد آور فصلوں کی وجہ سے دیہی علاقوں کی بہتر قوتِ خرید ٹریکٹروں کی فروخت میں خاصے اضافے (54.3 فیصد) کا باعث بنی۔[8] اسی دوران، موٹر سائیکل کی فروخت میں اضافے کا رجحان برقرار رہا؛ متوسط طبقے کی بڑھتی ہوئی آمدنی (19.2 فیصد سال بسال) اس نمو کی بڑی وجہ تھی۔

فولاد

سرکاری شعبے میں انفرااسٹرکچر کے منصوبوں اور مکاناتی اسکیموں میں نجی شعبے کی سرمایہ کاریوں کی رفتار میں اضافے کی وجہ سے مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں فولاد کی طلب مضبوط رہی۔ دو اور تین پہیہ گاڑی سازوں کی جانب سے خام مال کی بڑھتی ہوئی ضروریات کی وجہ سے اس شعبے کو اضافی تحریک ملی، جبکہ ملک میں بائیکس کی فروخت میں اضافہ برقرار رہا ہے۔ رسد کے حوالے سے، زیرِ جائزہ مدت میں بجلی کی مناسب دستیابی کی وجہ سے تیار کنندگان اپنی استعداد سے بہتر طور پر استفادے کے قابل ہوسکے۔ طلب و رسد کے اس سازگار تعامل کے نتیجے میں مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں فولاد کی پیداوار 37.1 فیصد بڑھ گئی جبکہ مالی سال 17ء کی اسی مدت کے دوران 15.6 فیصد نمو ہوئی تھی۔

شکل 2.4 : تیار فولادی مصنوعات کی طلب و رسد

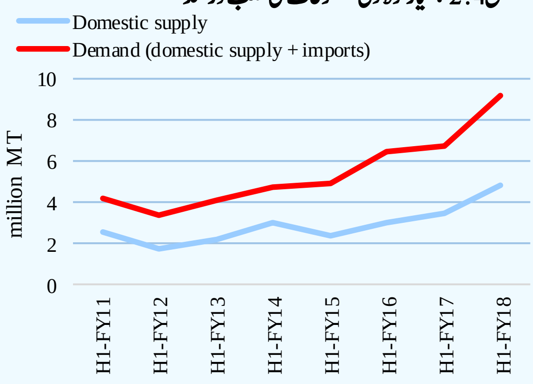

Data source: Pakistan Bureau of Statistics, SBP

[7] دشوار گزار مقامات، بالخصوص دیہی علاقوں کی ناپختہ سڑکوں پر چلنے کی اہلیت بھی اس کی مقبولیت کی وجہ بنی۔

[8] حکومتِ سندھ کی جانب سے تقریباً 2 ارب روپے کی رعایتی اسکیم کے اعلان کے بعد ٹریکٹرز کی فروخت کی رفتار آئندہ بھی جاری رہنے کی توقع ہے۔

تاہم، گاڑیوں کی طرح ملکی فولاد کی تیزی سے بڑھتی ہوئی طلب نے رسد کی حالیہ رفتارِ نمو کو پیچھے چھوڑ دیا ہے جس کی کمی کو پورا کرنے کے لیے درآمدات میں اضافہ ہو گیا ہے (**شکل 2.4**)۔ طلب و رسد کے فرق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بڑے پیمانے کے اشیاسازاپنی استعداد میں توسیع کرنے کے لیے مزید سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔[9] انھوں نے کفایتِ حجم اور ٹیکس کی پست شرح سے استفادے کے لیے اپنے آپریشنز کو عموداً مربوط کرنا شروع کر دیا ہے۔ مزید یہ کہ، بعض انفراسٹرکچر منصوبوں کی متنوع ضروریات کو پورا کرنے کے لیے چند بڑے ادارے نئی مصنوعات متعارف کروا رہے ہیں۔[10] چونکہ مالی سال 18ء کی دوسری ششماہی کے دوران اضافی استعداد کے میدان میں آنے کی توقع ہے اس لیے ملکی رسد میں مزید اضافے کا امکان ہے؛ یہ تیار فولاد کی درآمد پر ملکی انحصار کم کرنے میں مدد گار ہو گا۔

تاہم، بڑے پیمانے کے اشیاسازوں کے مقابلے میں چھوٹے / درمیانے درجے کے اشیاساز ملک میں فولاد کی ابھرتی ہوئی طلب سے استفادہ کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ کفایت حجم پر کام کرنے کی اہلیت نہ ہونے کی وجہ سے ان کے لیے بجلی کے بلند نرخوں اور ٹیکس چارجز میں اضافے (قدری زنجیر میں بہت سے عاملین کے باعث) سے ان کے لیے اپنے متفرق اخراجات کو کم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً، یہ گروپ بڑے اشیاسازوں کی نسبت درآمدات میں مشکل مسابقت کا سامنا کرتا ہے۔ مارکیٹ کے چھوٹے فریقوں کی آپریشنل فزیبلٹی کی اس میکانیت سے فولاد سازی کی صنعت کی تقسیم شدہ نوعیت کی عکاسی ہوتی ہے۔

سیمنٹ

فولاد کی طرح، سرکاری اور نجی دونوں شعبوں کی جانب سے ملکی انفراسٹرکچر میں سرمایہ کاریاں سیمنٹ کی صنعت کو تحریک دیتی رہیں۔ تاہم، فولاد کے برخلاف، اس کی بڑھتی ہوئی طلب کو بڑی حد تک ملکی ذرائع سے پوری کیا گیا، کیونکہ اس صنعت کے پاس معیشت کی بڑھتی ہوئی ضرورت کو پورا کرنے کی استعداد کے ساتھ درکار خام مال موجود ہے۔ اس کے نتیجے میں سیمنٹ کی ملکی فروخت نے مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں 17.4 فیصد کی متاثر کن

شکل 2.5: سیمنٹ کی ترسیل

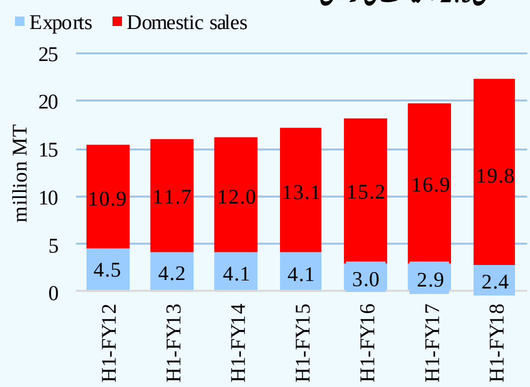

Data source: All Pakistan Cement Manufacturers Association

[9] بڑے اداروں (جیسے انٹرنیشنل اسٹیل، امریلی اسٹیل، عائشہ اسٹیل، اور مغل اسٹیل) کی جانب سے تقریباً 112 ملین ڈالر مالیت کی سرمایہ کاری سے استعداد میں مجموعاً 53 فیصد سے زائد توسیع ہو جائے گی۔

[10] مثلاً، مغل اسٹیل شاک پروف فولادی پائپ کی تیاری پر سرمایہ کاری کر رہا ہے۔

نمو درج کی جبکہ مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی میں یہ نمو 11.1 فیصد تھی، اس کی وجہ یہ ہے کہ استعداد کا استعمال 95 فیصد ہو گیا۔ دوسری طرف، مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں سیمنٹ کی برآمدات سال بسال بنیاد پر 17.3 فیصد کم ہو گئیں (**شکل 2.5**)۔[11]

استعداد کے بلند استعمال کی وجہ سے یہ صنعت کفایتِ حجم سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ مزید برآں، تیار کنندگان مضبوط ملکی طلب کی توقع کے باعث (اضافی آپریشنل استعداد میں 60 فیصد اضافے سے) گذشتہ چند برسوں کے دوران استعداد میں توسیع کے لیے جوش و خروش سے سرمایہ کاری کرتے رہے ہیں۔ بہت سے منصوبوں کی تکمیل اگلے دو برسوں تک متوقع ہے۔

کیمیکلز

مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں کیمیکلز کی صنعت کی کارکردگی دھیمی رہی، گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران اس کی نمو میں 3.3 فیصد کی کمی آنے کے بعد اس میں 0.4 فیصد کی معمولی تخفیف ہوئی۔ تعمیراتی سرگرمیوں کی بھرپور نمو سیمنٹ اور فولاد سازی کی صنعت میں اضافے پر منتج ہوئی لیکن کیمیکلز کی صنعت اس سے فائدہ نہ اٹھا سکی۔ مثال کے طور پر پینٹ اور وارنش کی ملکی پیداوار میں 16 فیصد کمی ہوئی جبکہ اس کی اضافہ طلب کو درآمدات سے پورا کیا گیا جو مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں دگنی ہو گئیں۔ متعدد عوامل اس صنعت کی سرگرمیوں میں رکاوٹ بنے، جیسے سستی درآمدی مصنوعات کی بہتات، درآمدی خام مال پر انحصار اور کاروبار کرنے کی بلند لاگت۔

شکل 2.6: کھاد کے استعمال کے رجحانات

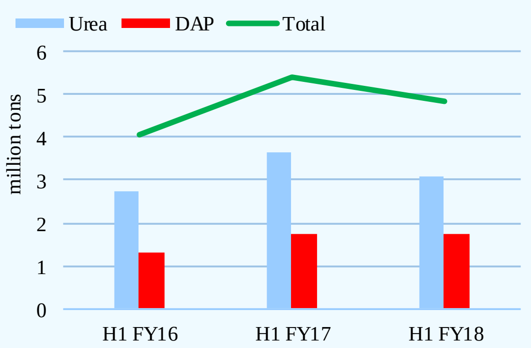

Data source: National Fertilizer Development Centre

دیگر کیمیکلز کی ملکی طلب بھی مضبوط رہی۔ کیمیکلز کے بڑے پیداواری ادارے معاشی سرگرمیوں میں خاطر خواہ اضافے اور بجلی کی فراہمی میں بہتری کا احساس کرتے ہوئے کاسٹک سوڈا، سوڈا ایش اور پی وی سی کی پیداوار کی خاطر اپنی استعداد میں وسعت کے لیے سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔[12]

[11] ملکی منڈی برآمدات کے لیے معمولی فاضل باقی چھوڑتے ہوئے تقریباً 89.2 فیصد پیداوار جذب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

[12] اینگرو پولیمر اینڈ کیمیکلز اور آئی سی آئی پاکستان جیسے بڑے کیمیکل ساز ادارے اپنے متعلقہ پلانٹ کی استعداد کو 50 فیصد سے زیادہ بڑھانے کے لیے 190 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔

کھاد

مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں کھاد سازی کے شعبے میں تنزلی دیکھی گئی، اور اس کی پیداوار میں 9.8 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران اس کی پیداوار میں 3.5 فیصد نمو واقع ہوئی تھی (**شکل 2.6**)۔ دو عوامل جن کی وجہ سے کھاد کی پیداوار متاثر ہوئی، وہ یہ ہیں: (1) کھاد سازی کے چھوٹے اداروں کو ملکی قدرتی گیس (پی این جی) کی عدم فراہمی؛ اور (2) مہنگی درآمدی آر ایل این جی کا مالی اعتبار سے ناقابلِ استعمال ہونا جس کی بنا پر خصوصاً کھاد سازی کے چھوٹے اداروں کی سرگرمیوں میں کمی واقع ہوئی۔[13]

آر ایل این جی کے نرخ قدرتی گیس کے رعایتی نرخوں سے تقریباً 10 گنا زیادہ ہیں: فی ایم ایم بی ٹی یو آر ایل این جی کے حصول پر اشیا ساز اداروں کی 1300 روپے لاگت آتی ہے جبکہ دوسری طرف قدرتی گیس (پی این جی) کی رسد کے لیے معینہ نرخ صرف 123 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو ہیں۔

یہاں یہ یاد رکھنا اہم ہے کہ مالی سال 17ء میں گیس کی بہتر دستیابی اور بلند نفع آوری (بھاری زرِ اعانت کی وجہ سے) کے عوامل نے کھاد سازی کی پیداوار میں اہم ترین کردار ادا کیا تھا۔ مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی میں کھاد سازی کے چھوٹے پلانٹس کی استعداد کا استعمال بہتر ہو کر 83.6 فیصد تک پہنچ گیا تھا جبکہ گذشتہ 5 برسوں میں اس کے استعمال کی شرح اوسطاً 22.2 فیصد رہی تھی۔ مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی میں چھوٹے اداروں کا یوریا کی مجموعی پیداوار میں حصہ بڑھ کر 12 فیصد تک پہنچ گیا تھا، اس کے مقابلے میں گذشتہ 5 برسوں میں یہ شرح اوسطاً 3.8 فیصد تھی۔ تاہم مالی سال 18ء کی ابتدا سے ہی کھاد سازی کے ان چھوٹے اداروں کو قدرتی گیس (پی این جی) کی شدید کمی کا سامنا رہا، جس کے باعث مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں ان اداروں کی سرگرمیاں تقریباً ختم ہو کر رہ گئیں۔

پیٹرولیم مصنوعات

مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی نمو 8.1 فیصد رہی۔ اس کے مقابلے میں مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی میں اس کی نمو 1.3 فیصد کم ہوئی تھی۔ بظاہر مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں بلند نمو قابلِ ستائش معلوم ہوتی ہے، تاہم زیرِ جائزہ عرصے کے دوران شعبے کی مجموعی پیداواری استعداد میں 47 فیصد اضافے کے تناظر میں یہ کارکردگی بہت زیادہ حوصلہ افزا نہیں ہے۔

یہ صنعت اضافی استعداد کو استعمال نہ کر سکی، اور نومبر 2017ء میں فرنس آئل سے چلنے والے بجلی گھروں کی بندش کے حکومتی فیصلے کے بعد اس کی پیداوار میں بڑی حد تک کمی واقع ہوئی۔ ایک ماہ کی اس بندش کے باعث فرنس آئل کی طلب میں کمی آئی جس کے نتیجے میں ملکی

[13] بالخصوص پنجاب میں فاطمہ فرٹیلائزر، پاک عرب فرٹیلائزر (یوریا) اور ایگری ٹیک فرٹیلائزر کمپنیاں جن کی مجموعی پیداواری استعداد 0.9 ملین ٹن تھی، انہوں نے ملکی گیس کی بندش آر ایل این جی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے باعث پیداوار بند کر دی۔

ریفائنریز کو اپنی پیداوار کم کرنا پڑی۔ تاہم دسمبر کے اوائل میں حکومت نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا اور ملک میں تیار کردہ فرنس آئل سے بجلی بنانے کی دوبارہ اجازت دیدی۔

برقی مصنوعات

آمدنی کی بلند سطح، شہری علاقوں کی طرف نقل مکانی، نوجوان آبادی اور خردہ فروشوں کی جانب سے آسان اقساط میں اشیا کی فراہمی کی پیشکش، ملک میں الیکٹرونک مصنوعات کی طلب میں اضافے کا باعث بنی۔ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں اس شعبے میں 50.5 فیصد کی متاثر کن نمو ہوئی، جو کہ گذشتہ برس کی 15.5 فیصد کی نمو سے کافی زیادہ تھی۔ سال کی ابتدا میں سست روی اور خام مال (فولاد، لوہا اور تانبا) کی قیمتوں میں اضافے کے تناظر میں یہ کارکردگی خاصی متاثر کن ہے۔

برقی مصنوعات کی نمو میں برقی موٹروں، ٹرانسفارمر اور ایئرکنڈیشنرز کی بالترتیب 167.9، 51.7 اور 32.4 فیصد نمو نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اگرچہ موٹروں کے زمرے میں بنیادی فائدہ اعداد و شمار جمع کرنے والی ایجنسی کی جانب سے متعین کردہ رپورٹنگ کے بہتر اقدامات کے باعث ہوا، تاہم بجلی کے ترسیلی نیٹ ورک میں حکومتی سرمایہ کاریوں میں اضافہ ٹرانسفارمرز کی پیداواری نمو میں اضافے پر منتج ہوا۔ دوسری جانب گذشتہ موسم گرما کی بھرپور فروخت کے بعد اے سی ساز اداروں نے مختلف اقسام کے انورٹرز کی پیداوار میں اضافہ جاری رکھا۔ آگے چل کر توقع ہے کہ مضبوط طلب صارفی پائیدار اشیابشمول برقی مصنوعات کی پیداوار کا لازم و ملزوم عامل بنی رہے گی۔

غذائی اشیا

غذائی اشیا جو بڑے پیمانے پر اشیاسازی کا دوسرا سب سے بڑا شعبہ ہے، مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں اس کی نمو میں 0.3 فیصد کی معمولی کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران اس شعبے میں 6.5 فیصد نمو ہوئی تھی۔ سب سے بڑے ذیلی شعبے شکر کی پیداوار میں کمی سے دیگر شعبوں جیسے سگریٹ، خوردنی تیل اور سوفٹ ڈرنکس کی صحت مند کارکردگی متاثر ہوئی۔

گنے کی کچل کاری کے موسم کا آغاز سُست رہا جس کی وجہ نرخوں کا تنازع اور چند ملوں کی بندش تھی، اس کے باعث مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں چینی کی پیداوار سال بسال بنیاد پر 37.3 فیصد کم ہوئی۔ اگرچہ ملک میں مالی سال 18ء میں گنے کی 82.1 ملین ٹن ریکارڈ پیداوار متوقع ہے، تاہم گذشتہ برس کی کچل کاری کی سطح کے حصول کا امکان نظر نہیں آتا۔[14]

[14] مالی سال 17ء ایک غیر معمولی سال تھا، جس میں چینی کی پیداوار کے لیے گنے کی تقریباً 97 فیصد فصل کو بروئے کار لایا گیا۔ یہ شرح اس سلسلے میں 76 فیصد کی تاریخی اوسط شرح سے خاصی زیادہ ہے۔

دوسری جانب مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں سگریٹ کی پیداوار میں 69.8 فیصد کا خاصا بڑا اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران اس میں 30.9 فیصد کمی ہوئی تھی۔ حکومت کی جانب سے جعلی مصنوعات، اسمگلنگ اور ٹیکس چوری کے خلاف سخت کارروائی کے باعث باضابطہ اداروں کا منڈی میں حصہ بڑھانے میں مدد ملی۔

دریں اثنا، مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں خوردنی تیل کی پیداوار میں بھی 1.3 فیصد کی کمی کے بعد 4.6 فیصد اضافے کے ساتھ کچھ بحالی دیکھی گئی۔ گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال کے آغاز میں پام آئل کی قیمتوں میں کمی نے ملکی اداروں کو رعایتی قیمتوں پر خام مال درآمد کرنے کی جانب راغب کیا۔ اس کے نتیجے میں خوردنی تیل کی پیداوار بہت زیادہ ہوئی۔

چمڑا

چمڑا سازی کی پیداوار میں کمی کا رجحان جاری رہا اور مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں سال بسال بنیاد پر اس صنعت کی نمو میں 5.9 فیصد کی کمی واقع ہوئی۔ بیرونی طلب دھیمی ہونے کے ہمراہ اس صنعت کو خطے کے ان حریفوں کے دباؤ کا بھی سامنا ہے، جو بلند معیار کی قدرِ اضافی مصنوعات سازی پر توجہ دے رہے ہیں۔ دوسری جانب پاکستان کی چمڑا سازی کی صنعت متنوع اور قدر اضافی کی حامل مصنوعات سازی کے سلسلے میں پیچھے ہے۔ **باکس 2.1** میں اس شعبے کو درپیش چند دشواریاں اور درج بالا پریشان کن رجحانات کے تدارک کے لیے درکار اقدامات کی تفصیلات مذکور ہیں۔

باکس 2.1: ایل ڈبلیو جی اور چمڑے کی قدرِ اضافی کی حامل مصنوعات کی برآمدات کے امکانات

لیدر ورکنگ گروپ (ایل ڈبلیو جی) ایک کثیر فریقی بین الاقوامی پلیٹ فارم ہے، جس میں خردہ فروش، اشیاساز، کیمیکل کمپنیاں اور چمڑے کی عالمی صنعت سے وابستہ دیگر متعلقہ فریق شامل ہیں۔ اس کا مقصد دنیا بھر میں فروخت ہونے والی چمڑے کی مصنوعات کی تیاری میں ماحولیاتی معیارات کو یقینی بنانا اور انہیں فروغ دینا ہے۔ زیادہ تر بڑے خردہ فروش اور برانڈز چمڑے کی نیم تیار شدہ اور تیار شدہ مصنوعات درآمد کرنے کے لیے ایل ڈبلیو جی پر انحصار کر رہے ہیں۔

شکل 2.1.1: ایل ڈبلیو جی کی رکنیت- خطہ وار تقابل

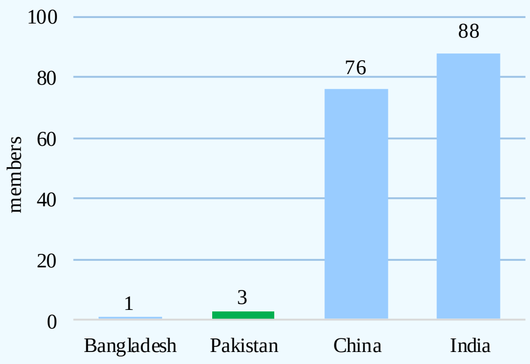

Data source: Leather Working Group

ایل ڈبلیو جی کے ارکان مصنوعات سازی اور ان کی تیاری کے عمل میں مخصوص معیارات قائم رکھنے کے پابند ہیں تاکہ ماحولیاتی ابتری کو محدود کیا جاسکے۔ فی الوقت پاکستان میں چمڑے کی صنعت سے وابستہ صرف تین ادارے ایل ڈبلیو جی کے رکن ہیں۔ خطے کے حریف ممالک جیسے چین (76 ارکان) اور بھارت (88) کے مقابلے میں یہ تعداد بہت کم ہے (**شکل** 2.1.1)۔ واقعی یہ کوئی اطمینان بخش صورتِ حال نہیں ہے، اور اشیاسازوں اور پالیسی سازوں کو چاہیے کہ وہ عالمی قدری زنجیر سے منسلک اس بلند معیار کے شعبے میں ملک کی درجہ بندی بہتر بنانے کی غرض سے مل کر مربوط کوششیں کریں۔

ملکی اشیاسازوں کی جانب سے ایل ڈبلیو جی کے مقرر کردہ ماحولیاتی معیارات پر عدم عملدرآمد اس عالمی پلیٹ فارم میں ان کی شمولیت کی راہ میں رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ کراچی کے علاقے کورنگی انڈسٹریل ایریا میں چند اشیاسازوں کا مصنوعات کی تیاری کے عمل کو بہتر بنانا انہیں اس گروپ میں شمولیت اختیار کرنے میں مدد دے گا۔[15]

ایل ڈبلیو جی کے معیارات پر عمل درآمد کے ساتھ بڑے برانڈز پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ چمڑے کے معیار کو یقینی بنانے کی غرض سے لیبارٹری میں مصنوعات کی کڑی جانچ کریں۔ یہ ٹیسٹ خاصے مہنگے ہوتے ہیں۔ 2009ء سے 2012ء تک مقامی اشیاسازوں کو ان ٹیسٹوں کی لاگت پر 75 فیصد رعایت ملتی تھی۔ تاہم 2012ء سے 2015ء تک اختیار کردہ حکومتی پالیسی میں رعایت کی یہ شق حذف کردی گئی، جس سے اس صنعت کی لاگت پر اثر پڑا۔

ان عوامل کے ساتھ ساتھ کاروبار کرنے سے پہلے کی بلند لاگت اور خام مال کے حصول کا ناقص نظام وہ پہلو ہیں جن کے باعث مختلف بین الاقوامی کاروباری نمائشوں اور تجارتی میلوں میں خطے کے دوسرے اشیاسازوں کے مقابلے میں ملکی اداروں کی مصنوعات کی قیمتیں زائد ہوتی ہیں، نتیجتاً وہ اس دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔[16] مثال کے طور پر اٹلی میں اکتوبر 2017ء میں لائن اپیل میلہ منعقد ہوا (جس میں پاکستان کی 22 فرموں نے شرکت کی)، اور آل چائنا لیدر ایگزیبیشن کا انعقاد ستمبر 2017ء میں ہوا (جس میں پاکستان کے 6 اداروں نے شرکت کی)۔

شکل 2.1.2 : چرمصنوعات کی فروخت میں خطہ وار تناسب بلحاظ قسم

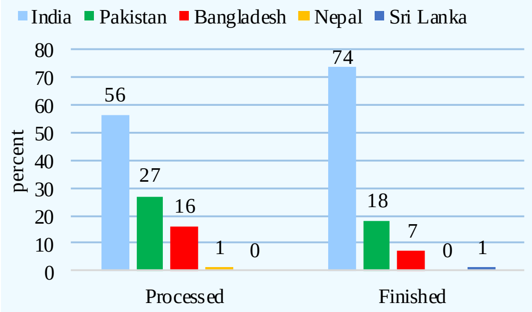

Data source: ADB's Report on South Asia Leather Trade (December, 2017)

ان نمائشوں میں پاکستانی تاجروں نے بالترتیب 11 ملین ڈالر اور 5.3 ملین ڈالر کے کاروباری معاہدے کیے۔ تاہم ان نمائشوں میں زیادہ تر کاروبار چمڑے کی نیم تیار شدہ مصنوعات سے مزید قدرِ اضافی کی حامل مصنوعات (بالخصوص جوتے، ملبوسات اور ہینڈ بیگز کی تیاری کے لیے سب سے زیادہ فروخت چین کو کی گئی) کے لیے دوسرے ممالک کو فروخت کرنے کے گرد گھومتا رہا۔ مزید یہ کہ بنگلہ دیش کی چمڑے کی برآمدی نمو سے فائدہ اٹھانے کے لیے ملکی ادارے اب بنگلہ دیش کے برآمد کنندگان کو خام مال اور چمڑے کی نیم تیار شدہ زیادہ فروخت کررہے ہیں۔

ایشائی ترقیاتی بینک (اے ڈی بی) کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق،[17] جنوبی ایشیا میں چمڑے کی نیم تیار شدہ اور تیار مصنوعات کی کُل برآمدات میں پاکستان کا حصہ بالترتیب 27 فیصد اور 18 فیصد ہے، جو کہ بھارت سے بہت کم ہے (**شکل 2.1.2**)۔[18] تاہم اس تحقیق میں کہا گیا ہے کہ اگر پاکستان اپنی مصنوعات کے جزدان کو متنوع بنائے اور اس صنعت کے نرخوں کے ڈھانچے کو مؤثر بنائے تو اس میں اتنی صلاحیت موجود ہے کہ خطے کے اندر اس تجارت کا حجم 90 ملین ڈالر سالانہ ہو سکتا ہے۔

---

[15] پاکستان میں چمڑے کی مصنوعات سازوں کو درپیش یہ ایک عمومی مسئلہ ہے۔ اس ضمن میں حکومت نے مسئلے کے حل کے لیے اپنی کوششیں تیز کردی ہیں، اور اسٹریٹجک ٹریڈ پالیسی فریم ورک کے تحت حکومت نے چمڑے کی مصنوعات ساز 8 اداروں کو 25 فیصد گرانٹ دی تاکہ وہ اپنے ٹریٹمنٹ پلانٹس کو جدید خطوط پر استوار کرلیں۔

[16] بحوالہ پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی سالانہ رپورٹ برائے 17-2016ء "باکس 2.2: چمڑاسازی کی صنعت کی کارکردگی ناقص کیوں ہے؟"

[17] ماخذ: "خطے کی سطح پر جنوبی ایشیا میں چمڑے اور اسکی مصنوعات کی تجارت: خطے کی ممکنہ قدری زنجیروں کی نشاندہی" (دسمبر، 2017ء)، ایشیائی ترقیاتی بینک۔

[18] اس امر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ چین دنیا میں چمڑے کا سب سے بڑا برآمد کنندہ ملک ہے (بھارت نواں بڑا ملک)، اگر خطے کے ممالک میں چین کو بھی شامل کرلیا جائے تو یہ صورت حال پاکستان کے لیے مزید حوصلہ شکن بن جائے گی۔

معقول پالیسی کی مدد، لیبارٹری میں جانچ کے لیے مناسب فنڈنگ اور ایل ڈبلیو جی میں ملک کے مزید اداروں کی موجودگی سے ملکی صنعت کو عالمی سطح پر چمڑے کے شعبے میں اپنا حصہ بڑھانے میں مدد ملے گی۔

2.4 خدمات

اجناس کے پیداواری شعبے کی کارکردگی کے مثبت اثرات خدمات پر پڑنے کا سلسلہ جاری رہا۔ نتیجتاً، اس شعبے نے دوسری سہ ماہی میں بھی رفتار برقرار رکھی، کیونکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں تمام اہم اظہاریوں نے بہتری ظاہر کی (**جدول 2.3**)۔

جدول 2.3: شعبہ خدمات کے اظہاریے

	ش‌ش 1 م س 17ء	ش‌ش 1 م س 18ء
تھوک و خردہ فروشی (18.5فیصد)		
شعبے کے لیے قرض کا استعمال-بہاؤ (ارب روپے)	27.9	44.7
درآمدات (ملین روپے)	2.5	3
بڑے پیمانے کی اشیاسازی (سال بسال نمو)	4.0	5.5
پیٹرول اور ڈیزل کی فروخت (ملین میٹرک ٹن)	7.5	8.5
زرعی قرضہ (خام فراہمی-ارب روپے)	301.7	431.9
ٹرانسپورٹ، اسٹوریج اور مواصلات (13.3 فیصد)		
شعبے کے لیے قرض کا استعمال-بہاؤ (ارب روپے)	-2.4	17.2
شعبہ ٹرانسپورٹ کو پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت (ملین میٹرک ٹن)	7.0	7.9
کمرشل گاڑیوں کی فروخت (ہزار اکائیاں)	22.4	25.8
موبائل فون کی گنجائش (فیصد)	72.4	72.7
براڈبینڈ کے صارفین (ملین)	44.6	50.5
مالیات اور بیمہ (3.4 فیصد)		
اثاثے (ارب روپے)	15,831	18,342
امانتیں (ارب روپے)	11,798	13,012
اثاثوں پر منافع (بعد از ٹیکس)	1.3	0.9
ایکویٹی پر منافع (بعد از ٹیکس)	14.4	11.5
منافع بعد از ٹیکس (ارب روپے)	190	158
عمومی سرکاری خدمات (7.6فیصد)		
عمومی سرکاری اور دفاعی اخراجات (ارب روپے)	1,359.1	1,515.3

نوٹ: قوسین میں مندرج مالیتیں جی ڈی پی برائے مالی سال 17ء میں حصہ ظاہر کرتی ہیں۔

اعدادوشمار کے ماخذات: ایس بی پی، پی بی ایس، او سی اے سی، پی اے ایم اے، پی ٹی اے اور وزارت خزانہ

تھوک اور خردہ فروشی

یہ سب سے بڑا ذیلی شعبہ ہے اور ایسا لگتا ہے کہ درج ذیل وجوہ کی بنا پر اسے فائدہ ہونے کا امکان ہے: (1) مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی کارکردگی میں بہتری؛ (2) درآمدات کے حجم میں مسلسل اضافہ؛ (3) خریف کی بھرپور پیداوار؛ اور (4) صارفی طلب میں اضافہ۔

ٹرانسپورٹ کے شعبے - جس میں روڈ ٹرانسپورٹ سب سے بڑا جز ہے - میں اب تک ہونے والی پیش رفت مثبت تصویر پیش کرتی ہے۔ کمرشل گاڑیوں کی فروخت میں 15 فیصد کا اضافہ ہوا، جبکہ ایل سی وی اور ٹرکوں کی فروخت میں اضافہ جاری رہا۔ مجموعی طور پر شعبہ ٹرانسپورٹ کو پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں اضافہ (تقریباً 13 فیصد) ہوا، اس کے ساتھ اس شعبے نے گذشتہ برس کے مقابلے میں قرض کا استعمال زیادہ کیا، جو اس کے کاروبار کے مثبت ڈگر پر گامزن ہونے کی علامت ہے۔

شکل 2.7: موبائل فون کے براڈ بینڈ صارفین

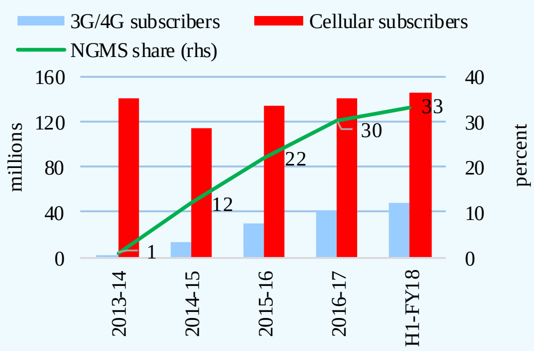

Data source: Pakistan Telecommunication Authority

ملک میں بڑھتی ہوئی ٹیلی گنجانیت شعبہ مواصلات کو فائدہ پہنچا رہی ہے۔ ایک دل چسپ پیش رفت یہ ہے کہ دسمبر 2017ء کے اختتام تک ملک میں موبائل فون صارفین کی ایک تہائی تعداد این جی ایم ایس (نیکسٹ جنریشن موبائل سروس) نیٹ ورکس استعمال کر رہی تھی (**شکل 2.7**)۔ مزید برآں، موبائل براڈ بینڈ صارفین کی تعداد ملک بھر میں براڈ بینڈ کے کُل صارفین کی تعداد کے 95 فیصد سے بھی زیادہ ہو چکی ہے (**شکل 2.8**)۔ اس سے ملک میں تھری جی / فور جی سروسز متعارف کرانے کے فوائد ظاہر ہوتے ہیں، جو عوام الناس کی ڈیجیٹل نیٹ ورکس تک رسائی بڑھا رہے ہیں۔ زیرِ جائزہ مدت میں ان پیش رفتوں سے موبائل فون سروس کی صنعت کے منافع میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

شکل 2.8: پاکستان میں مجموعی براڈبینڈ صارفین میں تھری جی/فور جی کا تناسب

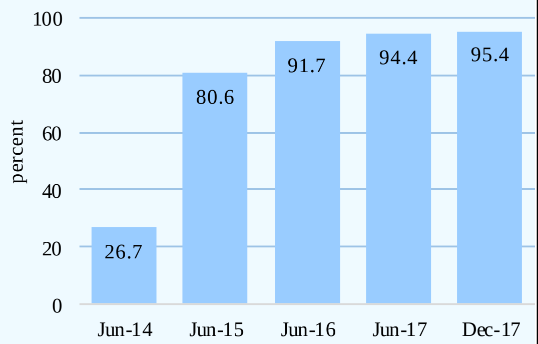

Data source: Pakistan Telecommunication Authority

ڈیجیٹل پلیٹ فارم تک رسائی میں اس طرح کے اضافے سے نظامِ ادائیگی میں جدت اور ای کامرس کو مہمیز ملے گی، لہٰذا یہ امر ملک میں مالی شمولیت بڑھانے کا موجب بنے گا۔ اس پیش رفت کے امکانات، جو ڈیجیٹل پلیٹ فارم کے مرہونِ منت ہیں، اور اس حوالے سے جو کردار ٹیلی کام شعبہ ادا کر سکتا ہے، اسے مدِ نظر رکھتے ہوئے وفاقی حکومت نے حال ہی میں ڈیجیٹل پاکستان پالیسی 2017ء جاری کی تاکہ ان بڑھتے ہوئے امکانات سے منصوبہ بندی کے ساتھ اور مؤثر انداز میں مستفید ہوا جا سکے (**باکس 2.2**)۔

اگرچہ مالیات اور بیمہ کے ذیلی شعبے میں کم شرحِ سود کی بنا پر شعبہ بینکاری کی نفع آوری میں تخفیف ہوئی، تاہم امانتوں اور اثاثوں دونوں میں ہونے والی دو ہندسی سال بسال نمو اس شعبے کے اضافۂ قدر کو مضبوط بنانے میں مددگار ثابت ہوگی۔ مجموعی طور پر یہ توقع کی جا رہی ہے

کہ شعبہ خدمات اپنی گذشتہ برس کی کارکردگی برقرار رکھے گا، اس کی بنیادی وجہ دسمبر 2017ء کے اختتام پر دستیاب ہونے والے اہم اظہاریے تھے۔

باکس 2.2: سہ فریقی ڈجیٹل ارتقا– آگے بڑھنے کا روشن راستہ

پاکستان میں موبائل فون کا نفوذ اور براڈ بینڈ کے صارفین کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ سیلولر آپریٹرز، سافٹ ویئر ڈویلپرز اور ابھرتی ہوئی فن ٹیک فرموں کی فروغ پاتی اہمیت کے پیش نظر حکومت نے 2017ء میں اپنی ڈجیٹل پالیسی میں بہتری کے لیے تبدیلیاں کیں۔ اس کے بنیادی مقاصد یہ تھے: (1) تیزی سے بڑھتے ہوئے ٹیلی کام نیٹ ورک کو اس طرح استعمال میں لانا کہ خطے کی سطح پر ڈجیٹل عدم مساوات کم کی جاسکے، (2) معیشت کے نظامِ ادائیگی اور فراہمی کو جدید خطوط پر استوار کرنا اور انہیں مؤثر بنانا (متبادل اور اختراعی ذرائع سے مالی شمولیت بڑھاکر)، اور (3) ملک کے پسماندہ اور دور دراز علاقوں میں (بذریعہ موبائل انٹرنیٹ) صحت و تعلیم کی سہولتوں تک رسائی میں بہتری لانا۔

وہ امور درج ذیل ہیں، جن میں ٹیلی کام، سافٹ ویئر، اور فن ٹیک کے فریق معیشت میں قدرِ اضافی کی غرض سے اپنی سہ فریقی کاوشوں کو مجتمع کرسکتے ہیں:

- **ای گورننس:** حکومت کا مختلف وزارتوں اور ایک دوسرے سے مطابقت رکھنے والے کمیشنوں کا ڈیٹا بیس مرتب کرنے کا ارادہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ "جی–کلاؤڈ" کے ذریعے مرکزی معلومات تک رسائی کو مزید بڑھانے کی خاطر کلاؤڈ کمپیوٹنگ سہولتیں متعارف کرائی جائیں گی (جدول 2.2.1)۔ دوم سرکاری شعبے کی جانب سے اشیا اور خدمات کی خریداری کے لیے ڈجیٹل طریق کار استعمال کیا جارہا ہے۔ آخراً، موبائل فون صارفین کو بذریعہ انٹرنیٹ سرکاری خدمات تک رسائی دینے کے لیے موبائل ایپلی کیشنز بنائی جارہی ہیں۔
- **ای ایگری کلچر:** کاشت کاروں اور گلہ بانوں میں جدید اور اختراعی پیداوار کے بارے میں آگہی پیدا کرنے کے لیے ایک آن لائن پورٹل بنایا جارہا ہے۔[19] مزید برآں، پائیدار زراعت کی ترغیب دلانے کی غرض سے جغرافیائی اطلاعی نظام (جی آئی ایس) میں تبدیلیوں کے لیے سافٹ ویئر ڈویلپرز کی خدمات بروئے کار لائی جارہی ہیں۔ آخر میں، فن ٹیک فرمیں بذریعہ انٹرنیٹ اشیا کی خریداری اور تشہیر کی غرض سے ڈجیٹل طریقہ کار وضع کریں گی۔ اس عمل کو ہموار بنانے کے لیے علاقائی زبانوں میں معاونت اور آئی ٹی تربیت کی فراہمی، ان چند سہولتوں میں شامل ہیں جو کاشت کاروں کو مہیا کی جائیں گی۔
- **ای ہیلتھ:** صحت کی مناسب سہولتوں تک رسائی بہتر بنانا کسی بھی ملک کی صحت کی پالیسی کے بنیادی اہداف کا حصہ ہوتا ہے۔ اس ضمن میں دور دراز علاقوں (بالخصوص دیہی علاقوں میں) میں بذریعہ انٹرنیٹ طبی سہولتوں کے آغاز اور اس کے ساتھ ساتھ اس وقت پاکستان میں مریضوں کے ریکارڈ اور اعداد و شمار کو مربوط اور مرکزی پلیٹ فارم پر مرتب کرنے کی غرض سے ایم ہیلتھ موبائل ایپلی کیشن بنانے پر کام جاری ہے۔ ساتھ ہی ڈجیٹل محاذ پر ادائیگی کے آپریشنز کو بلا رکاوٹ بنانے کی خاطر موبائل والٹ سہولت فراہم کنندگان کا تعاون بھی حاصل کیا جارہا ہے۔
- **ای انرجی:** موبائل فون آپریٹرز اور یوٹیلیٹی فریق مشترکہ طور پر تھری جی / فور جی کے حلقہ اثر کی باگ ڈور سنبھالیں گے، جس کا مقصد یوٹیلیٹی خدمات (جیسے بلوں کی ادائیگی اور شکایات کا اندراج) کی مؤثر فراہمی کے لیے صارفی پورٹلز مرتب کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طلب و رسد کی حرکیات کا جائزہ لینے کے لیے اور بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں (ڈسکوز) میں بجلی کے صَرف کے بہتر انتظام کی غرض سے طلبی پیشگوئیاں مرتب کرنے کی خاطر ڈجیٹل طور پر مربوط "اسمارٹ" گرڈز تشکیل دیے جارہے ہیں۔
- **ای کامرس:** حکومت 2020ء تک ای کامرس کی منڈی کے حجم کو تین گنا کرنے کی خواہاں ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے تمام محاذوں (مالی آگہی اور شمولیت، نظام ادائیگی فراہم کنندگان کا باہمی ربط اور ادائیگی کے مرکزی نظام کا قیام) پر کوششیں کی جائیں گی۔[20]

[19] نجی شعبے نے پہلے ہی یہ کوششیں شروع کردی ہیں (، ڈی ایف آئی ڈی شراکت سے ٹیلی نار کا منصوبہ ایم ایگری ایک نمایاں مثال ہے)۔

[20] مزید معلومات کے لیے خصوصی سیکشن 2 ملاحظہ فرمایئے، بعنوان "پاکستان میں آن لائن ادائیگی کے پلیٹ فارم–بی 2 سی ای کامرس کی ایک صورت" جو پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی پہلی سہ ماہی رپورٹ 18ء میں شائع ہوا۔

جدول 2.2.1 : موبائل فون آپریٹرز، آئی ٹی / سافٹ ویئر فرموں اور فن ٹیک اداروں کا خوشگوار تعامل

	موبائل فون اور براڈبینڈ آپریٹرز	آئی ٹی فرمز	فن ٹیک
ای گورننس	1۔ ڈیٹا مراکز تک رسائی فراہم کرنا 2۔ کلاؤڈ کمپیوٹنگ کا بروقت استعمال یقینی بنانا 3۔ تعلیمی پورٹل اور ایپس (ایم۔ تعلیم)	1۔ ڈیٹا سینٹر کلسٹرز 2۔ ہیڈ اور ٹیل نظاموں کا مرکزی ڈیٹا بیس سے ارتباط 3۔ سلامتی اور لچک کے لیے جی کلاؤڈ کا اجرا	1۔ سرکاری شعبے کے تمام امور میں ای پروکیورمنٹ 2۔ عوام الناس سے فیس، ٹیکسوں وغیرہ کی وصولی
ای ایگریکلچر	1۔ بذریعہ جی آئی ایس بروقت نگرانی 2۔ معلوماتی پورٹلز تک رسائی 3۔ اداروں سے کاشتکاروں تک مواد کی ترویج	1۔ معلوماتی پورٹل مرتب کرنا 2۔ جی آئی ایس میں تبدیلیاں کرنا 3۔ آئی ٹی میں استعداد کاری اور تربیتیں وغیرہ	1۔ پیمنٹ آپریشنز 2۔ سیلز اور مارکیٹنگ 3۔ کاشتکاروں کا تیسرے فریق کی مصنوعات کا حصول
ای ہیلتھ	1۔ بذریعہ ایپس معلومات تک رسائی 2۔ ڈیٹا بیس کو مرکزی بنانے کے لیے ڈیٹا کی بروقت فراہمی اور استعمال 3۔ ایم۔ صحت موبائل ایپس	1. مرکزی ڈیٹا بیس	1۔ ادائیگی کی سہولیات
ای انرجی	1۔ صارفی پورٹلز تک رسائی 2۔ "اسمارٹ گرڈز" چلانا 3۔ طلب کی پیشگوئیوں کی خاطر ڈیٹا کی بروقت فراہمی 4- شکایات کا اندراج	1۔ صرفیت کے بہتر انتظام کی خاطر اسمارٹ گرڈز مرتب کرنا 2- ڈیٹا جمع کرنے کا پلیٹ فارم جس سے ڈسکوز کو پیشگوئیاں کرنے میں مدد ملے	1۔ یوٹیلٹی بلوں کی ادائیگی 2۔ اشیا کے حصول کی سہولتیں

حوالہ: ڈجیٹل پاکستان پالیسی، 2017ء